میثم عباس قادری، تاریخ

۱۹۴۰ء

تحریکِ پاکستان کی ایک

اہم دستاویز

○

خطبۂ صدارت: مُفتی مُحمّد بُرہانُ الحق جبل پُوری

ترتیب وتحشیہ

مُجاہدِ ملّت مولانا مُحمّد عبدُالسّتار خان نیازی

○

مکتبۂ رِضویۂ ۲۵ لاہور

۱۹۴۰ء

تحریکِ پاکستان کی ایک

اہم دستاویز

○

خطبۂ صدارت: مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

ترتیب و تحشیہ

مجاہدِ ملت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی

○

مکتبۂ رضویہ ۰ لاہور ۲۵

کتاب	تحریکِ پاکستان کی ایک اہم دستاویز
خُطبہ صدارت (مُسلم لیگ کانفرنس)	مُفتی محمد بُرہان الحق جبل پُوری
طباعت (بارِ اوّل)	جنوری ۱۹۴۰ء
طباعت (بار دوم)	ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ / اگست ۱۹۸۶ء
تقدیم و ترتیب	مولانا محمد عبد الستّار خان نیازی
صفحات	۴۰
کتابت (مجزوی)	خوشنویس محمد ناصر قادری
پروسیس	سلیم پروسیس، لاہور
مطبع	گنج شکر پرنٹرز، لاہور
تعداد	۱۱۰۰
ناشر	مکتبہ رضویہ ۲/۲۴ سوڈیوال کالونی ملتان روڈ لاہور ۲۵
قیمت	پانچ روپے (۵/-)

واحد تقسیم کار

شبّیر برادرز پبلشرز، ۴۰۔بی، اُردو بازار، لاہور

تقدیم

(از مجاہدِ ملّت مولانا محمد عبد الستّار خان نیازی)

عُمرہا در کعبہ و بُت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

حضرت مولانا مُفتی محمد برہان الحق جبل پُوری کی شخصیت، مقام و مرتبہ اور ملکی و ملّی خدمات مُسلّم ہیں۔ وُہ بجا طور پر اعاظمِ رجالِ ملّت کے زُمرے میں آتے ہیں معمارِ پاکستان قائدِ اعظم علیہ الرحمۃ اور نقاشِ پاکستان حکیم الاُمّت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی تصوّرات اور ملّتِ اسلامیہ برِصغیر کے حقِ خود ارادیت کے لیئے دارُالاسلام پاکستان کا مطالبہ اور اس کے لیئے مسلسل جِدّ و جُہد نے جہاں فدائے ملّت لسان الاُمّت خطیبِ اسلام نواب بہادر یار جنگ، ظفر المِلّت مولانا ظفر علی خاں، شہیدِ ملّت نواب زادہ لیاقت علی خاں،[۱] مجاہدِ ملّت سردار عبد الرب نشتر جیسے سیاسی قائدین اور صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی، مبلّغِ اسلام شاہ محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی۔ امیرِ ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پُوری، دیوان سیّد آلِ رسُول صاحب سجّادہ نشین اجمیر شریف، مجاہدِ تحریکِ پاکستان مولانا عبد الحامد قادری بدایُونی، شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدّین صاحب سیالوی وغیرہم دینی سیاسی شخصیات کا نام تاریخِ استخلاصِ وطن میں آبِ زر سے لکھا جائے گا وہاں حضرت مولانا مفتی محمد بُرہان الحق جبلپُوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اُن کی مُلکی اور ملّی خدمات اِس قدر نمایاں، اثر انگیز اور تاریخ ساز ہیں کہ اُن سے آگاہی حاصل کرنا ہر ملّی خادم کے لیئے ضروری بن گیا ہے۔ افسوس ہے کہ نئی نسل روز بروز اپنے اکابر کے کارناموں سے بے بہرہ ہو کر اپنے ماضی سے منقطع ہو رہی ہے اور خدشہ لاحق ہونے لگا ہے کہ آئندہ نسلیں اپنی ملّی تاریخ اور قومی مشاہیر سے لاتعلق ہو کر لاوارث اور مجہول حال نہ بن جائیں بلکہ

---

[۱] تحریکِ پاکستان میں اِن حضرات کی خدمات جلیلہ سے متعارف ہونے کے لیئے مُلاحظہ ہو "اکابرِ تحریکِ پاکستان" (جلد اوّل و دوم) از محمد صادق قصُوری۔ مطبوعہ نُوری کتب خانہ لاہور، ۱۹۷۹ء

میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آج تک حضرت مولانا مفتی[1] برہان الحق رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۔ربیع الاوّل ۱۳۱۰ھ/ ۱۳۔اکتوبر ۱۸۹۲ء ـــ ۲۰۔دسمبر ۱۹۸۴ء/۲۶۔ربیع الاوّل ۱۴۰۵ھ) کی شخصیت، اُن کے مِلّی کارناموں اور حصولِ پاکستان کے لیے اُن کے جہادِ مسلسل سے قوم کو کیوں ناواقف رکھا گیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اکابرِ تحریکِ پاکستان کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ کارکنوں، رضاکاروں اور گمنام خدّامِ مِلّت کے تاریخی کردار سے قوم کو آگاہ کیا جاتے۔ یہ کام مسلم لیگ کا تھا کہ وُہ تحریک کی اُن تمام شخصیات کے کردار کو اُجاگر کرتی، مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وُہ ان تمام اکابر کے تذکروں میں نافرض شناسی کی اِس پستی تک پہنچ گئی ہے کہ حکیم الاُمّت اور قائدِ اعظم کے تفصیلی کارناموں کو بھی آج تک پیش نہیں کر سکی۔

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں سیاسی طور پر متحدہ قومیّت کے سراب کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا وہاں گاندھی پرست مولویوں کی سوفسطائی منطق کا تار و پود بھی بکھیر کر رکھ دیا۔ جو لوگ قوموں کی اساس، وطنیت کو قرار دیتے تھے اور سابرمتی آشرم کے مہاطمع، نصاریٰ کے بندۂ بے دام، سامری وقت موہن داس کرم چند کی لنگوٹی سے اپنے تہمد کا پیوند لگا کر رام راج زیرِ سایہ شام راج کے دجل و تلبیس میں مبتلا ہو کر حق و باطل کے التباس سے ایک نیا فلسفہ پیش کر رہے تھے۔ مفتی صاحب مرحوم و مغفور نے اقلیتی صُوبے کے اندر رہتے ہُوئے شیرِ نیستاں بن کر اپنی گرج سے اِسے تہس نہس کر دیا۔ "اردو ہا اسکیم" اور "ودیا مندر اسکیم" کے ذریعے اسلامی تہذیب و ثقافت کو گنگا جمنی لبادہ اوڑھانے کے خوفناک عزائمِ مشئومہ کے تارِ عنکبوت کو پُرزے پُرزے کر دیا۔

[1] جناب ابُو الطاہر فدا حسین فدا صاحب مُدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "مہر و ماہ" لاہور نے مُفتی صاحب کی وفات پر مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ تحریر کیا ؎

رُخصت جہاں سے آج ہیں بُرہانِ حق ہُوئے — تھے متّقی و عابد و زاہد وُہ خوش خصال
رِحلت پہ اُن کی آج ہے مغمُوم اِک جہاں — ہر آنکھ اشک بار ہے ہر قلب پُر ملال
قائم مقام حضرتِ احمد رضا تھے وُہ — مِلّی علومِ دیں میں ہے اُن کی کہاں مثال؟
تھے اُسوۂ نبی مکرّم کے وُہ نقیب — ہر ذکر و فکر اُن کا حقیقت میں لازوال

آئی ندا یہ عرشِ معلّےٰ سے اَے فدا
سالِ وصال اُن کا ہے "مغفورِ لایزال"
۱۴۰۵ھ

مکتبۂ رضویہ مستحقِ صد ہزار تحسین و مُبارک باد ہے کہ اُس نے ایک اجتماعی مِلّی ذِمّہ داری سے عہدہ برآ ہونے کا عزم بالجزم کیا ہے۔ مُفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ اور اِس کے ساتھ ساتھ اُن کے دینی اور رُوحانی فیوض و برکات خاص طور پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امامِ اہلِ سُنّت مجدّدِ دین و مِلّت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید اور خلیفۂ خاص ہونے کی بنا پر وُہ ایک نمایاں حیثیت کے مالک اور ایسا قیمتی سرمایہ ہیں جس کے بارے بقول شاعر ؎

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را — گاہے گاہے باز خواں ایں قصّۂ پارینہ را

اُن کی ہمہ صفت موصُوف شخصیت کا تذکرہ رُوح میں تازگی اور قلب میں بالیدگی پیدا کرنے کا مُوجب بنتا ہے۔ جو قومیں اپنی روایاتِ مِلّیہ سے بے خبر رہ جاتی ہیں وُہ مِٹ جاتی ہیں بلکہ بقولِ حکیم الاُمّت "کمالِ حیاتِ مِلّیہ این است کہ مِلّت مثلِ فرد احساسِ خودی پیدا کند و تولید و تکمیلِ ایں احساس از ضبطِ روایاتِ مِلّیہ ممکن گردد۔"[1] ـــــ مزید وضاحت کرتے ہُوئے فرماتے ہیں ؎

چیست تاریخ اَے ز خود بیگانۂ — داستانے قصّۂ افسانۂ؟
ایں تُرا از خویشتن آگہ کُند — آشنائے کار و مرد رہ کُند
رُوح را سرمایۂ تاب است ایں — جسمِ مِلّت را چو اعصاب است ایں
ہمچو خنجر بر فسانت می زند — باز بر رُوئے جہانت می زند[2]

غایت و مقصُود یہ ہے کہ ہم موجُودہ نسل کو اپنی سابقہ تاریخ سے آگاہ کریں۔

اقلیتی صُوبوں کے مسلمانوں نے یہ جانتے ہُوئے کہ وُہ پاکستان سے باہر رہ جائیں گے جس طرح سربکف اور زربکف میدانِ عمل میں ڈٹ کر رام راج زیرِ سایہ شام راج کے افسوں کو توڑا اور بے مثال قُربانیاں دے کر مظلُوم مسلمانوں کی دست گیری کی۔ وُہ ایسا عظیم کارنامہ ہے جو اِنشاء اللہ عند اللہ حُسنِ قبُولیّت کی سند حاصل کرے گا اور مِلّتِ اِسلامیہ برِّصغیر پاک و ہندان کو کسی طرح بھی فراموش نہیں کر سکتی۔

[1] اسرار و رُموز (اسرارِ خُودی و رُموزِ بیخُودی)، اشاعت بارھویں مطبُوعہ لاہور ۱۹۸۴ء، ص ۱۲۵

[2] ایضاً: ص ۱۴۷

"اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَیُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ" کی آیتِ قرآنی کے عنوان سے ——
آپ کا خطبۂ صدارت بحیثیت صدرِ مجلسِ استقبالیہ، مسلم لیگ کانفرنس ضلع مسلم لیگ جبلپور منعقدہ عیدگاہ، جبلپور، بتاریخ یکم، ۲، ۳ جنوری ۱۹۴۰ء معلومات کا خزانہ اور ہمارے جُداگانہ ملّی وجود کی تائید و حمایت میں دلائل و براہین کا میگزین، سنگین حصار اور اسلحہ خانہ ہے۔ انہوں نے "قرارداد پاکستان" منظور ہونے سے قبل جس انداز میں مملکتِ اسلامی کے خدّوخال اور دس کروڑ مسلمانوں کے ملّی تشخص کو نمایاں کیا ہے وُہ ان کی فراستِ مومنانہ اور اعلیٰ حضرت کی تربیّتِ حکیمانہ کا ثمرہ ہے۔ سوراج کے نام سے فرنگی، بنیا، برہمن اور شریعت فروش مولویوں کے تگڑم سے جو ہم رنگِ زمین دامِ فریب پھیلایا گیا تھا مفتی صاحب نے اُس کی خباثت، نجاست، بربریّت اور استعماریّت کو طشت از بام کر کے واشگاف الفاظ میں "رام راج زیرِ سایہ ٹام راج" قرار دیا ہے۔

علیٰ ہذالقیاس "ہندوستان اور مسلم اقلیت"، "شکلاجی کی حرکتِ مذبوحی"، "کانسٹی ٹوئنٹ اسمبلی" ——جس کا منشا یہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ اپنی قدیمی مراعات کو پیشِ نظر رکھتے ہُوئے (اقلیت اور اکثریّت) سب کو ہانک کر ایک جگہ جمع کر دے۔ پھر گاندھی جی اور اُن کی ذُرّیت کو اپنی تمنّائیں پُوری کرنے کا موقع ملے۔ یہ ہے وُہ راستہ جو گاندھی بنڈکو نے سوراج یا رام راج یا ہندو راج حاصل کرنے کا نکالا ہے۔" ڈومینین اسٹیٹس کا ڈھونگ، جبلپور میں مظالمِ کانگریس کی فہرست کم از کم چوّن الیس نثر گداز مظالم اور جفاکاریوں کی پُرالم فہرست بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ:-

"(ان) سے ہمارے قلوب سخت مجرُوح ہیں اور ہمارے کلیجے چھلنی ہو رہے ہیں۔ گو اِس وقت تلخ حقیقت کے انکشاف پر ہمارے یارانِ وطن آڑی ترچھی نگاہوں اور غضب ناک تیوروں سے ہم کو دیکھ رہے ہیں مگر ہم تو یہی کہیں گے ؎

اظہارِ سوز و غم پہ میری زباں نہ کھینچو
ہاتھوں میں چُبھ نہ جائیں کانٹے میری زباں کے" [۲]

---

[۱] بُرہان الحق جبل پُوری، مفتی محمد: خطبۂ صدارت مطبوعہ جنوری ۱۹۴۰ء، ص ۷
[۲] " " " " " " " ص ۹-۱۰

"وردھا اسکیم" کے ذریعے تعلیم کُفر، کانگریس کی عقربی ذہنیت اور کانگریس کا باونواں [۵۲] اجلاس تری پوری (جس میں ہندوؤں نے اپنی نجس براہمن تہذیب کا مظاہرہ کیا)، باوّن [۵۲] ہاتھیوں کے ساتھ اصحابِ فیل کی ذُرّیت چڑھائی کر کے آئی مگر اُس کا حشر ابرہۃ الاشرم کے ہاتھیوں کا سا ہُوا ——

اختتام پر اُنہوں نے فرمایا: "مَیں دُعا کرتا ہُوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے صدرِ اعظم قائد المسلمین سُلطانِ زعماءِ الہند مسٹر محمد علی جناح کی عمر میں، ہمّت میں، عزم و استقلال میں صلاح و ہدایت کے ساتھ برکت و قوّت عطا فرمائے اور ہمیں اُن کی آواز پر لبیک کہتے ہُوئے، اُن کے لائحۂ عمل کو جامۂ عمل پہنانے کی توفیق بخشے۔" [۱]

مفتی صاحب کا سیاسی مقام و مرتبہ قائدِ اعظم کے نزدیک مسلّمہ طور پر باعزّت و باوقار تھا۔ وُہ قائدِ اعظم کے دستِ راست تھے۔ ۱۹۴۰ء میں "قراردادِ پاکستان" کی منظوری کے بعد ملک کے طول و عرض میں انہوں نے دَورے کئے۔ سرحد، پنجاب اور سندھ میں تحریکِ پاکستان کو مقبول بنایا اور حصُولِ پاکستان کے لیے سخت جدّوجُہد کی۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح نے آپ کی مساعیٔ جمیلہ کو سراہا اور شکریہ کے خطوط تحریر کیے۔

دیگر اکابرِ ملّت کے ساتھ بھی آپ کے دوستانہ مراسم رہے۔ خاص طور پر لسانِ ملّت خطیبِ اسلام نواب بہادر یار جنگ مرحُوم (فروری ۱۹۰۵ء — جون ۱۹۴۴ء)، صدر آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ و مجلس اتحاد المسلمین نے آپ کے نام کئی خطوط تحریر کئے ہیں جن میں سے تین مکتوب درج ذیل ہیں:-

۲- فروری ۱۳۵۱ ف

(مُطابق ۳- فروری ۱۹۴۲ء)

مولانا محمد بُرہان الحق صاحب!

جبل پُور

مکرّمی! گرامی نامہ دیکھ کر سخت رنج ہُوا۔ خُدا مولوی تاج الدّین مرحُوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ کو اُن کا اچھا بدل عطا فرمائے۔ ایسٹر کی تعطیلیں اپریل کی غالباً چوتھی، پانچویں کو آ رہی ہیں۔ مَیں نے الٰہ آباد سے لکھنؤ اور کانپور جانے کا وعدہ کر لیا ہے۔ اِس لئے

---

[۱] بُرہان الحق جبل پُوری، مُفتی محمد: خُطبۂ صدارت مطبُوعہ جنوری ۱۹۴۰ء، ص ۱۵

عرضِ ناشر

تحریکِ پاکستان کوئی ایسا قصۂ پارینہ نہیں ہے کہ لوگوں کے اذہان میں اس کے نقوش محفوظ نہ رہے ہوں۔ ابھی تو اس تحریک کے سرگرم ارکان کی ایک کھیپ زندہ و سلامت ہمارے درمیان موجود ہے۔ جو نئی نسل کو حقائق سے رُوشناس کر سکتی ہے، لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ تحریکِ پاکستان کے کھُلے دُشمن کانگریس نواز مُلّا مسلسل جھُوٹ بول کر خود کو آزادی کا ہیرو اَور سوادِ اعظم اہلِ سُنّت و جماعت کے اکابر کو مسلم لیگ اَور پاکستان کے قیام کا مخالف ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ غالباً وُہ گوئبلز کے اِس قول کو سچ ثابت کرنے پر تُلے ہُوئے ہیں کہ اِس قدر مسلسل جھُوٹ بولو کہ سچ معلوم ہونے لگے۔

قیامِ پاکستان کے بعد بدقسمتی سے مسلم لیگی زُعماء میں سے صفِ اوّل کے قائدین یعنی قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اَور قائدِ ملّت لیاقت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی نے وفا نہ کی اَور اقتدار و اختیار اُن لوگوں کے پاس منتقل ہو گیا جو ذاتی اغراض اَور کُرسی نشینی کی جنگ میں اُلجھ کر رہ گئے۔ افراتفری کے اِس عالم میں شعبدہ بازوں کی بن آئی اَور وُہ جو کانگریس کے حاشیہ بردار اَور ہندُو کے نمک خوار تھے پاکستان میں اِسلام کے ٹھیکیدار بن گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قیامِ پاکستان کے مقاصد نظر سے اوجھل ہونے لگے اَور طالع آزماؤں نے پاکستان کے قیام کو خالص مُعاشی ضرورت" قرار دے ڈالا۔ اَور اَب تو نوبت یہاں تک جا پہنچی ہے کہ پاکستان کی سالگرہ کے موقع پر دریدہ دہن "پاکستان توڑ دو" کے مکرُوہ نعرے لگاتے ہیں اَور کوئی اُن کے مُنہ میں لگام دینے والا نہیں بلکہ اَربابِ اِختیار ایسے لوگوں کی عیادت کو سعادت سمجھتے ہیں۔

کانگریسی مُلّا گزشتہ چالیس برس سے مسلسل مسلمانانِ برِّصغیر پاک و ہند کی عظیم اکثریت یعنی اہلِ سُنّت و جماعت اَور اس کے اکابر کی تحریکِ آزادی میں خدمات کو فروتر ثابت کرنے اَور اپنے بڑوں کے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی سعیٔ لاحاصل کر رہے ہیں۔ آئے دِن ایسے چیتھڑے منظرِ عام پر آتے ہیں جن میں سیاق و سباق سے ہٹ کر اَور عبارتوں کو توڑ موڑ کر عوام کو گُمراہ کیا جاتا ہے۔

حقائق بہرحال حقائق ہیں۔ جھُوٹ و اِفترا کی ہزار ہا تہیں بھی اِس نُور کو دُھندلا نہیں سکتیں۔ ہم نے تہیّہ کر رکھا ہے کہ تاریخ کے اَوراقِ گُم گشتہ میں سے جو ورق بھی ہاتھ آئے گا اُسے جھاڑ پونچھ کر

جن کی خاطر قوم کے تمام بکھرے ہُوئے طبقات اَور گروہ یکجا ہو سکتے ہیں ۱۹۴۵ء میں گاندھی جناح خط و کتابت کے دوران قائدِ اعظمؒ نے لکھا تھا کہ مُسلمانوں کے اِعتقادات، اقدارِ حیات، رہنے سہنے کے ڈھنگ اَور زندگی کے مقاصد غیر مسلموں سے جُدا ہیں۔ جب تک ایک جُدا ملک میں مُسلمانوں کی ایک جُدا خُود مختار حکومت قائم نہیں ہو جاتی یہ مقاصد پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتے۔ پاکستان کی شکل میں جُدا وطن قائم ہو گیا اَور آزاد اِسلامی جمہُوریہ پاکستان بھی بن گئی۔ لیکن جب مقاصدِ زندگی کی اقدار کا سوال پیدا ہوتا ہے تو کہیں فرقہ وارانہ اِختلافات سامنے آ جاتے ہیں، کہیں مختلف مکاتبِ فکر آپس میں ٹکراتے ہیں اَور کہیں مختلف سیاسی پارٹیاں ایک دُوسرے کی رقابت میں سچ کو سچ ماننے پر بھی تیار نہیں۔ لے دے کر اگر کوئی مقصد ہے جس سے کسی ایک پاکستانی کو بھی اِختلاف نہیں تو وُہ تحفّظِ پاکستان ہے۔ اِس پر سب کو اِتفاق ہے کہ پاکستان کو بچانا اَور ترقی دینا چاہیئے۔ تعبیر اَور تاویل میں کتنا ہی اِختلاف کر لیجئے لیکن اِس کا اِنکار نہیں کیا جا سکتا کہ پاکستان کی بُنیاد اِسلام اَور صرف اِسلام پر ہے۔

۱۴۔ اگست ۱۹۸۶ء

محمّد عبدُالستّار خان نیازی
نیازی منزل، ۲۲۔ اَذنکار روڈ
اِسلام پُورہ۔ لاہور

نئی نسل تک ضرور پہنچائیں گے کہ یہ امانت اُن تک منتقل کرنا ہمارا فرضِ منصبی ہے۔

زیرِ نظر کتابچہ یکم تا ۳ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء جبل پور (سی پی) میں منعقد ہونے والے مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں حضرت مولانا مفتی محمد برہان الحق رضوی رحمۃ اللہ علیہ، صدر ضلع مسلم لیگ جبل پور کے خطبۂ صدارت پر مبنی ہے۔ اِس نادر و نایاب خطبہ کا ایک ایک لفظ علمائے اہلِ سنّت کی سیاسی بصیرت، مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کے ساتھ اُن کے والہانہ لگاؤ اور اُس دور میں عوام اہلِ سنّت کی جذباتی کیفیات کا آئینہ دار ہے۔ یہ آئینہ دکھا کر ہم دریدہ دہن مخالفین سے سوال کرتے ہیں کہ اگر فکرِ آخرت کا ذرا بھی پاس ہے تو ایمان سے کہو کہ تحریکِ پاکستان کی صفِ اوّل کے راہنما کون تھے؟ اہلِ سنّت کے اکابر یا تمہارے بڑے؟

یہ نادر و نایاب دستاویز ہمیں ہمارے محترم جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری مدظلہٗ کی وساطت سے دستیاب ہوئی ہے جس کے لیے ہم موصوف کے تہِ دل سے شکر گزار ہیں۔

قمر الدین
ناظم مکتبہ

آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے مشاہیر علماء و مشائخین کا متفقہ فیصلہ

مُسلم لیگ کو ووٹ دے کر کانگریس کو شکست دی جائے

آل انڈیا سُنّی کانفرنس مسلم لیگ کے ہر اُس طریقۂ عمل کی تائید کر سکتی ہے جو شریعتِ مطہرہ کے خلاف نہ ہو جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش۔ اس میں مسلم لیگ جس مسلمان کو بھی اُٹھائے سُنّی کانفرنس کے اراکین و ممبران اس کی تائید کر سکتے ہیں۔ ووٹ دے سکتے ہیں۔ دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئینِ شریعت کے مطابق فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سُنّی کانفرنس کے نزدیک محمود و مستحسن ہے۔

حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا شاہ والحاج) مصطفیٰ رضا قادری (جانشین اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) ❊ حضرت صدر الافاضل ... [illegible]

[illegible]

ناشر

محمد یعقوب حسین ضیاء القادری پروپیگنڈہ سکرٹری ڈسٹرکٹ سُنّی کانفرنس بدایوں یوپی

(مطبوعہ عادل الیکٹرک پریس، دہلی)

عکس یادگاری فتوے، مطبوعہ دہلی جنوری سنہ ۱۹۴۶ء

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

خُطبۂ صدارت

از

محمد برہان الحق

صدر مجلسِ استقبالیہ

مسلم لیگ کانفرنس

ضلع مسلم لیگ جبل پور

منعقدہ عیدگاہ جبلپور

بتاریخ ۱-۲-۳ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء

خیر مقدم

سلطان القائدین محمّد علی جناح

سلطانِ قائدین محمّد علی جناح — شد بہرِ ہند نعرۂ صدقش علی نجاح

———— ⁂ ————

فرزانۂ زمانہ محمّد علی جناح — ہمّت سے اِن کے ہند نے پائی بڑی نجاح

شیرِ بنگال ابوالقاسم مولوی فضلِ حق

قدومِ میمنتِ فضلِ حق مبارکباد — وزیرِ اعظم بنگال باد- دائم شاد

صدورِ مفتخرش نورِ بخش سی، پی شد — قلوبِ اہلِ جبل پور گشتہ- زندہ مراد

عزیزِ ملّت بیرسٹر عبدالعزیز

عزیزِ قوم ز پٹنہ بہارہ می آید — خوشانصیب زپٹنہ- بہار می آید

بیرسٹر ظہور احمد

سیاست کا وہ آفتابِ درخشاں — ظہور احمدِ سرورِ سرفراز ال

جبل پور میں خیر مقدم سے اِن کے — ہوا مجلسِ لیگ کا بخت تاباں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

صدرِ محترم و اخوانِ ملّت و زعمائے قوم - اس دورِ ابتلا اور زمانۂ امتحان میں جبکہ مسلمانانِ ملکِ متوسط عموماً اور مسلمانانِ جبلپور خصوصاً سخت آزمائش کی گھاٹیاں طے کر رہے تھے - اور ابنائے وطن کی ہمارے بھائی اور کانگریسی تنگ نظری نے ہمیں اپنا ہدفِ تعصب بنایا ہوا تھا۔ ہمارا مذہب ہمارا تمدن - ہماری زبان - ہماری تہذیب - ہماری معاشرت پر کانگریسی حکومت کے آرے چل رہے تھے - اور سرد آہوں کے ساتھ ہماری درد بھری دعائیں آسمانوں کے ناقابلِ عبور پردوں کو - اپنی پُر تاثیر سرعت کے ساتھ ہٹاتی ہوئی عرشِ الٰہی کو ہلا رہی تھیں - اور ہمارے سراپا معصیت مگر پُر اُمید قلوب منتظر تھے کہ کب مجیب الدعوات ان منحوس گھڑیوں کا خاتمہ کرتا ہے۔ اور اس کے فضل سے کب ہمیں اس ناقابلِ برداشت ظلم سے نجات ملتی ہے - عین مایوسی کے وقت ہماری دعائیں رنگ لاتی ہیں - ہماری آنکھیں دیکھتی ہیں کہ درِ اجابت وا ہوا اور ؎ اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید ؎ کا کیف آور نظارہ ہمارے سامنے ہے - دورِ ظلم و ستم ختم ہوا - ظالموں کی حکومت سے ہمیں نجات ملی - اور اس کے بعد جبکہ ہم نجات کے یومِ مسرت پر ۲۲ دسمبر ۱۹۳۹ء کو اپنے سکون و اطمینان کا اظہار کرتے ہیں - سعاً پروردگارِ عالم کی بے شمار عنایتوں سے بھرا ہوا خوانِ رحمت لے کر ۱۹۴۰ء کی سب سے پہلی صبح کا آفتاب ہم پر طلوع ہوتا ہے - اور ہم اپنے معزز مہمانوں - کشتیِ سیاست کے ناخداؤں اور ملّتِ اسلامیہ کے سیاسی مضبوط تر ستونوں - اور اپنے زعمائے قوم کے خیر مقدم کے لئے اپنی آنکھیں فرش کرنے کا فخر حاصل کر رہے ہیں ؎

رواقِ منظرِ چشمِ من آشیانۂ تست — کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

صوبہ متوسط گرامی حضرات ہمارا صوبہ - ملکِ متوسط یا سنٹرل پراونس کہلاتا ہے - یا یوں کہئے کہلاتا تھا - اس صوبہ میں ہندوؤں کی تعداد تقریب قریب ۹۶ فیصدی ہے - اور مسلمان بہ نسبت اور صوبوں کے بہت ہی کم ہیں - یعنی صرف ۴ فیصدی - ہمارا خیال ہے اور یہ خیال یقین کا درجہ رکھتا ہے کہ اسی واسطے کانگریس کے ہما ڈکٹیٹر مسٹر گاندھی نے اپنے دارِ سلامتیت سابرمتی کو چھوڑ کر اس صوبہ کو اپنا استھان بنایا - ظاہر ہے کہ رام راج کے واسطے

یہی راز ہے کہ سرحد کے بہادروں کو ہر غرض کی طرف مائل کیا جا رہا ہے اور ناسک میں فوجی مدرسہ جاری کیا گیا ہے۔ ستم بالائے ستم مسٹر گاندھی کا یہ ظلم عظیم کہ ڈاکٹر ذاکر حسین کے ہاتھوں مسلمانوں کا ایمان ذبح کرایا جا رہا ہے۔ کیا اہل انصاف۔ کانگریس کے سپریم کمانڈ مسٹر گاندھی اور اُن کے دست و بازو۔ ہائی کمانڈ کی اس مسلم کش منافی اسلام اسکیم کو اب بھی ظلم قرار دینے میں تامل کریں گے؟

یکے سرنگوں دیگر سرفراز

جس جرم کے مجرم کو رہا کرنے کی پاداش میں یوسف شریف وزارت سے علٰیحدہ ہوئے۔ اُسی جرم کے مجرم کو کرسیٔ وزارت دی گئی کیونکہ ہندو اور پنڈت تھے (اغوائے حسینہ کا مقدمہ مرہٹی اخبار سنکیت۔ اور مدینہ بجنور نے تفصیل کے ساتھ شائع کیا ہے۔

کانگریسی ذہنیت

ہم مظالم کانگریس کا ماتم ہی کر رہے تھے۔ اور رخصت دور ستم و استبداد پر سکون و اطمینان کا سانس بھی نہ لینے پائے تھے کہ کانگریسی نشہ کے متوالوں نے دور چنگیزی کی یاد تازہ کردی۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۹ء کو یکایک اتواری بازار سے واپس ہونے والے اور راستہ چلتے بے خبر مسلمانوں۔ اور ستر - اسی سال کے بوڑھے مردوں عورتوں پر بلا وجہ حملے ہونے لگے۔ قلیل التعداد مسلمانوں کے مکانوں پر کثیر التعداد ہندوؤں نے چڑھائی کی۔ مسلمانوں کے مکانات لوٹے دوکانیں جلائیں۔ غریب دوکانداروں کو بے خانماں اور بے دانہ و لباس کر دیا۔ ایک مسلمان شہید ہوا۔ ایک موٹر کار جس میں مٹی کا تیل۔ پیٹرول۔ اور لکڑیاں وغیرہ آتش زنی اور مار پیٹ کا سامان تھا مع ایک دو ہندوؤں کے پکڑی گئی اور اسی جگہ کے قریب پکڑی گئی جہاں ... ۳ فٹ سے زیادہ پولیس بارک مسلمانوں کی دوکانوں سمیت جلائی گئی۔ باوجود اس قدر ستم آرائی کے۔ وہی غریب مضروب و مجروح و مصیبت زدہ مسلمان۔ بلوہ کے جرم میں پکڑے جا رہے ہیں۔ شریف مسلمانوں کو جنہوں نے غالباً قیام امن میں حصہ لیا تھا۔ اور حملہ آوروں کو بھی جانتے تھے محض بدمعاشوں اور شریروں کے اشاروں پر مکانوں سے بلا بلا کر زبردستی شناخت کرایا جا رہا ہے۔ اُن پر ڈکیتی۔ یا قتل کے جرم قائم کئے جا رہے ہیں یہ سب کانگریس کی اُسی چال کا نتیجہ ہے کہ حکام پولیس میں مسلم عنصر بالکل غائب ہے۔ ہندو عنصر اگرچہ حکومت کا ملازم ہے مگر اس کا ضمیر کانگریسی ہے۔ جس کی ظاہر مثال نوارشگنج کی آگ ہے کہ پولیس چوکی کے سامنے۔ پولیس کی موجودگی میں آگ لگائی جا رہی تھی۔ اور وہ پولیس کے لئے اُس وقت تک تماشہ رہی جب تک تو وہ خاک نہ رہ گیا۔ انگریز حکام آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ مگر کرتے وہی ہیں جو کانگریسی ذہنیت

رکھنے والے متعصب ماتحت کر سکتے ہیں ؎

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد
وہ بھی کمبخت ترا چاہنے والا نکلا

کانگریس کا باونواں جلاس تری پوری

جبلپور کانگریس کے باونویں سالانہ اجلاس تری پوری کا غالباً منشاء بھی یہی تھا کہ چونکہ جبلپور۔ کانگریس کے سخت ترین مظالم کا گہوارہ رہا۔ اقلیتوں اور خصوصاً مسلمانوں کو اپنا مشق ستم بنانے میں ہندو ایک حد تک کامیاب رہے۔ اس لئے کانگریس اپنی فتح کا ڈھول باون ہاتھیوں کے جلوس کے ساتھ جبل پور میں بجائے۔

کانگریس کا پنڈال کیا تھا۔ خاصہ ہندو تاریخ قدیم کا خاکہ تھا تمام مناظر مہابھارت شیواجی کی یاد تازہ کر رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ نربدا کے کنارے کورو پانڈوں کی راجدھانی ہے مسلمان سمجھے ہوئے تھے کہ یہ اصحابِ فیل کی ذریت باون ۵۲ ہاتھیوں کے ساتھ چڑھائی کر کے اب نہ معلوم کیا رنگ لائے گی مگر ابرہہ کے لشکرِ فیلاں کو خانہ کعبہ کے سامنے چھوٹی سی طیراً ابابیل سے تہ و بالا کر دینے والے نصیر و عزیز کے بطش شدید نے کانگریس کا پرچم جبلپور میں سرنگوں کر دیا۔ باون ہاتھیوں کا جلوس بہاپتی کے بغیر تھا۔ کانگریس کے مہما ڈکٹیٹر گاندھی جی نہ پدھار سکے وہ دھینگا مشتی اور مارا ماری ہوئی کہ بھاگتے راستہ نہ ملا۔ اور اسی طرح باون ویں سال باون ہاتھیوں کے جلوس کے ساتھ ۱۹۳۹ء میں کانگریس کا دوالا نکل گیا اور تری پوری میں آکر کانگریس تری بھری ہوگئی اور اسی سال کانگریسی ظالم وزارت سرنگوں ہوئی۔

آج ہمارا یہ اجتماع عظیم اور مسلم لیگ کانفرنس کا یہ اجلاس ہماری آیندہ فتحمندی۔ کامیابی۔ کامرانی کا افتتاحی اجلاس ہے۔ جس کے بعد ہماری امیدیں پوری ارتقا کے ساتھ اپنے منزلِ مراد تک انشاءاللہ تعالٰے پہنچ جائیں گی۔

کانفرنس سے ہمارا مقصد

اس کانفرنس کے انعقاد سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنی آواز ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچا کر۔ دنیا کو اپنی مظلومانہ حالت بتائیں۔ اور اپنے اضلاع صوبہ سی۔ پی کے مسلمانوں کو مسلم لیگ کے پرچم کے نیچے منظم اور متحد ہونے کی دعوت دیں۔

حضرات۔ عمائد ملت! آپ نے ہماری داستانِ غم سنی۔ ہم پر مصیبتوں کا رکارڈ ملاحظہ فرمایا۔

ہمارے ساتھ حکومت کے موجودہ رویّہ کو دیکھا۔ ہماری امیدیں آپ حضرات کی مدبرانہ اور صائب رائے کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور آپ کی ہمدردیاں ہمارے لئے گونہ تسلیوں کا باعث ہو سکتی ہیں۔

اور اے حضرات اخوان ملّت۔ مسلمان بھائیو۔ آپ لوگ دُور دُور سے تشریف لائے۔ سردی کی زحمت۔ راستہ کی تکلیف۔ خاص ہماری فروگذاشتیں ضرور آپ کو محسوس ہوئی ہونگی جن کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ اور آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ اپنے گذشتہ چند دنوں کے اتحاد کا نتیجہ آپ دیکھیں کہ کل جس مسلم لیگ کے لئے دنیا میں کوئی جگہ نہ تھی۔ آج کانگریس اور برطانیہ دونوں کی نظریں اُس کی پالیسی کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اس لئے اب جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ ممبر بن جائیں۔ جن محلوں۔ دیہاتوں تحصیلوں میں مسلم لیگ قائم نہ ہو۔ وہاں قائم کرکے اپنے ضلع سے الحاق کیجئے اور بہت جلد بتا دیجئے کہ آپ اسلام کے لئے سینہ سپر ہونے۔ اور اپنے محترم صدر اعظم مسٹر جناح کے ارشاد کی تعمیل پر ہر وقت تیار ہیں۔

اقتصادی حالت

ہماری اقتصادی کمزوری نے ہمیں اغیار کا دست نگر ہونے پر مجبور کیا۔ اگر ہم اپنے تجارت کے لئے دیانت دارانہ قدم بڑھائیں تو انشاءاللہ بھوکے نہ رہیں گے۔ ایک معمولی چیز ہے جس پر آپ کا عمل نہیں کہ مذہب کا حکم ہے۔ غیر مسلم کے ہاتھ میں گوشت مسلمان کی نظر سے غائب رہا۔ اگرچہ تھوڑے ہی وقت سہی وہ گوشت مسلم کے لئے حرام۔ آج مسلمان عموماً ان کھٹیکوں سے ہی گوشت خریدتے ہیں۔ جو شرعاً ممنوع ہے۔ تو جن چیزوں میں اباحت ہے۔ اُن کے متعلق کیا امید کی جا سکتی ہے۔

آخری کلمہ

ہمیں جہاں انتہائی یہ مسرت ہے کہ ہماری کانفرنس بفضلہ تعالےٰ کامیاب ہے۔ ہمارے محترم و چند رہنمایان سیاست ملّیہ اور علمائے کرام نے تکلیف فرما کر رونق افروزی کے ساتھ اپنے پُراز معلومات اور دقیق و وسیع نقطہائے نظر کو پیش فرما کر اپنے افادات ضروریہ سے ہمیں مستفید فرمایا۔ وہاں ہمارے دل افسردہ اور ہماری ہمتیں قدرے ضعف محسوس کر رہے ہیں کہ ہم اپنے بعض اکابر قوم۔ اور زعمائے ملک سے اپنی کانفرنس کے پنڈال کے اسٹیج کو خالی دیکھتے ہیں۔ بہرحال ان کی دلی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں اور ان کی سعی مشکور ہماری

طرف مبذول ہیں۔

آخر میں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے صدر اعظم قاید المسلمین سلطانِ زعماءِ الہند مسٹر محمد علی جناح کی عمر میں ہمّت میں عزم و استقلال میں صلاح و ہدایت کے ساتھ برکت و قوّت عطا فرمائے اور ہمیں اُن کی آواز پر لبیک کہتا ہوا۔ اُن کے لائحہ عمل کو جامہ عمل پہنانے کی توفیق بخشے۔ بہرحال سرفراز فرمانے والے زعماء ملّت کا ہم دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور نہ تشریف لانے والوں کے پیغامات پر اپنے دلی تسکین کا اظہار کرتے ہوئے۔ اپنے تمام لیڈران قوم و زعمائے ملّت کے لئے دست بدعا ہیں کہ خدا تعالےٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ان کے ارادوں میں کامیابی عطا فرمائے۔ اور ہمیں بھی اس پر اتحاد عمل کی توفیق دے۔

اللھم الف بین قلوبنا واصلح ذات بیننا وانصرنا علی القوم الکٰفرین
وصلی اللہ علی خیر خلقہ و نور عرشہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

محمد برہان الحق رضوی غفرلہ

جبلپور

یکم جنوری سنہ ۱۹۴۰ء